REGD. No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

تحریک جدید

جلد ۴۵/۱۰ | ۴ ہجرت ۱۳۳۵ ہش ۴ مئی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۰۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

احباب حضور کی کامل صحت اور درازئ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

مری سے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب خط مؤرخہ ۳/۵/۵۶ کے ذریعہ اطلاع دیتے ہیں کہ ابتداء میں سردی کی شدت کی وجہ سے حضرت صاحب کو مری آ کر کافی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ مگر بعد میں اچھا موسم ہو جانے سے طبیعت بہت سنبھل گئی۔ مگر کل سے حضور کو اسہال شروع ہو جانے کی وجہ سے پھر تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ حضور چونکہ تفسیر قرآن مجید کا کام کر رہے ہیں اس لئے حضور کو فکر ہو رہا ہے۔ احباب جماعت حضور کی کامل صحت اور درازئ عمر اور بیش از بیش خدمات کے لئے رمضان کے مبارک مہینہ میں دردمندانہ دل سے دعا فرمائیں۔

جب تک مکمل آزادی تسلیم نہیں کی جائیگی تونس فرانس سے مزید گفت و شنید نہیں کرے گا

تونس اور فرانس کے باہمی تعلقات کے متعلق تونس کے وزیر اعظم حبیب بورقیبہ کا اعلان

پیرس ۳ مئی۔ تونس کے وزیر اعظم جناب حبیب بورقیبہ نے کل یہاں اخبار نویسوں کو بتایا کہ جب تک فرانس تونس کی مکمل آزادی کو تسلیم نہیں کرے گا اس وقت تک باہمی تعلقات کے متعلق فرانس سے مزید بات چیت نہیں کی جائیگی۔ انہوں نے کہا ۲۰ مارچ کے معاہدے پر دستخط ہو جانے کے بعد تونس کی آزادی ایک مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ باہمی تعلقات کے متعلق گفت و شنید اسی نہج پر کرنی پڑے گی جس پر کہ دو آزاد مملکتیں باہم تبادلہ خیالات کرتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ معاہدہ شمالی اوقیانوس میں تونس کی شمولیت کا سر دست کوئی سوال نہیں ہے۔ تاہم اگر تونس ایک طرف اس معاہدے میں شامل ہو جائے۔ اور دوسری طرف عرب ممالک کے ساتھ بھی اپنے تعلقات استوار رکھے تو اس میں کوئی قباحت پیدا ہونے کا امکان نہیں ہے۔ مغربی دنیا کا جزو ہونے کے ساتھ ساتھ ہم عرب ملکوں کے ساتھ بھی نہایت مستحکم اور پائیدار روابط رکھ سکتے ہیں۔

دریائے نیل کے پانی کے متعلق مصر اور سوڈان میں عنقریب مذاکرات شروع ہونیوالے ہیں

کرنل ناصر سوڈان کے سرکاری دورے پر خرطوم جائیں گے

خرطوم ۳ مئی۔ قاہرہ سے خرطوم واپس پہنچنے پر سوڈان کے وزیر اعظم جناب اسمٰعیل الازہری نے کل یہاں اعلان کیا کہ نیل کے پانی کی تقسیم کے متعلق عنقریب مصر اور سوڈان کے درمیان مذاکرات شروع ہونے والے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ان مذاکرات میں سوڈان سے مصری کرنسی واپس لینے کا مسئلہ بھی زیر غور آئے گا۔ نیز خرطوم میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مصری وزیر اعظم کرنل جمال عبدالناصر نے سوڈان آنے کی دعوت منظور کر لی ہے۔ جناب اسمٰعیل الازہری نے قاہرہ میں انہیں سوڈان آنے کی دعوت دی تھی۔ ان کے دورے کی معین تاریخوں کا بعد میں اعلان کیا جائیگا۔

ناگا قوم پرستوں اور ہندوستانی فوج میں شدید جھڑپ

نئی دہلی ۳ مئی۔ برما اور ہندوستان کی سرحد کے قریب ناگا قوم پرستوں اور ہندوستانی فوجوں کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی ہے جس میں ۳۰ کے قریب ناگا مارے گئے۔ یہ جھڑپ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ ہندوستانی حکام کا کہنا ہے کہ اس جھڑپ میں ناگاؤں نے مشین گنیں اور رائفلیں استعمال کیں۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ اس جھڑپ میں کوئی ہندوستانی سپاہی ہلاک یا زخمی نہیں ہوا۔

سہروردی کی مغربی جرمنی کے نائب چانسلر سے ملاقات

بون ۳ مئی۔ پاکستان پارلیمنٹ میں حزب مخالف کے لیڈر مسٹر حسین شہید سہروردی نے کل مغربی جرمنی کے نائب چانسلر سے ملاقات کی۔ دونوں نے پاکستان اور مغربی جرمنی کے باہمی مفاد کے مسئلوں پر تبادلہ خیالات کیا۔ پاکستان کے سفیر مقیم مغربی جرمنی بھی اس ملاقات کے وقت موجود تھے۔

لنکا غیر ملکی سرمایہ کا خیر مقدم کریگا

کولمبو ۳ مئی۔ لنکا کے وزیر اعظم بندرانائیکے نے کہا ہے کہ میری حکومت غیر ملکی سرمایہ کا خیر مقدم کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ اس کا ملک کی آزادی پر برا اثر نہ پڑے۔ انہوں نے کل ایک بیان میں کہا۔ میری حکومت نے امریکی حکومت کے ساتھ ایک امدادی معاہدے پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت لنکا کو ۵۰ لاکھ ڈالر کا سامان ملے گا۔ انہوں نے کہا اسی طرح میری حکومت دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی اسی قسم کے معاہدے کرے گی۔ چنانچہ عنقریب بعض وفد روس اور چین بھیجے جائیں گے۔ جو ان ملکوں کے ساتھ تعلقات مستحکم کرنے کے امکانات کا جائزہ لیں گے۔

سرحدوں پر امن برقرار رکھنے کے متعلق

حکومت شام کا اعلان

دمشق ۳ مئی۔ شام نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل دریائے اردن کا رخ موڑنے کا منصوبہ ترک کر دے۔ تو شام سرحدوں پر امن برقرار رکھنے کی ضمانت دیگا۔

روس اور دوسرے ملکوں میں پاکستانی سفیر

کراچی ۳ مئی۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ ماسکو، کینبرا، برسلز، راولپنڈی، جنیوا، پیرس اور ہانگ کانگ کے لئے پاکستان کے سفارتی نمائندے نامزد کر دیئے گئے ہیں۔ صرف ان ناموں کے لئے صدر کی رسمی منظوری حاصل ہو جانے کے بعد یہ نام قطعی منظوری کے لئے متعلقہ ملکوں کو بھیج دیئے جائیں گے۔ حکومت اس تجویز پر بھی غور کر رہی ہے کہ ملایا کے کانسٹی ٹیوشن کمیشن میں پاکستان کا نمائندہ نامزد کیا جائے۔

پاکستان سے ناروے کے تجارتی تعلقات

کراچی ۳ مئی معلوم ہوا ہے کہ ناروے کی حکومت نے پاکستان سے تجارتی تعلقات استوار کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ حکومت پاکستان دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی بات چیت شروع کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

مسجد مبارک میں درس قرآن مجید

ربوہ ۳ مئی۔ کل مسجد مبارک ربوہ میں مکرم مولوی ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا نے سورۂ مریم سے سورہ عنکبوت تک قرآن مجید کا درس مکمل کر لیا۔ آج نماز عصر کے بعد مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی سورہ روم سے درس شروع کریں گے۔ مقامی احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر استفادہ کریں۔

درخواست دعا

ربوہ ۳ مئی مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا چھوٹا بچہ طیب احمد بخار اور اسہال کی وجہ سے بہت بیمار ہے احباب کرام بچے کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے [illegible] دل سے دعا فرمائیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴ مئی ۱۹۵۶ء

تعصّب

ذیل میں ہم ہفت روزہ "ریاست" دہلی سے ایک نوٹ درج کرتے ہیں۔ جو احمدیت سے تعلق رکھتا ہے۔ ریاست کے ایڈیٹر جیسا کہ ہر ایک جانتا ہے۔ سردار دیوان سنگھ ہیں۔ جو اپنی آزاد اور غیر متعصبانہ پالیسی کی وجہ سے ہر دلعزیز بھی اور معتوب بھی ہیں۔ آپ جو کہنا چاہتے ہیں۔ بلا جھجک کہہ دیتے ہیں۔ خواہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناراض۔ اس لئے عموماً آپ کی رائے بہت حد تک درست ہوتی ہے۔ معتوب ہم نے اس لئے کہا ہے۔ کہ آج کی دنیا میں کھری کھری بات کہنا جرم نہیں تو کم از کم بڑی جسارت کی بات ہے۔ ہمارا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ بعض وہ لوگ بھی جو مذہب کے غلبہ کے لئے تحریک چلانے کا ادعا رکھتے ہیں۔ وقت پر سچی بات کہنے سے گریز کر جاتے ہیں۔ اور نہیں تو رائے عامہ کے خوف سے ہی حق کے بالکل خلاف اظہار رائے کرنے سے بھی عار نہیں کرتے۔

خیر ذیل میں ہم نوٹ ریاست مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۵۶ء سے افادۂ عام کے لئے نقل کرتے ہیں۔ نوٹ "کابل میں احمدیوں پر ظلم" کے زیر عنوان حسب ذیل ہے :۔

"کابل میں احمدیوں پر ظلم

ذیل کی اطلاع احمدیوں کے روزانہ اخبار "الفضل" ربوہ (جھنگ پاکستان) میں شائع ہوئی ہے :۔

"کابل کے مخلص داؤد جان احمدی جلسہ پر ربوہ آئے تھے۔ واپس گئے تو بعض لوگوں نے ان کی شکایت حکام کے پاس کر دی۔ انہوں نے بلا کر دریافت کیا۔ کہ کیا تم ربوہ گئے تھے۔ تو انہوں نے کہا۔ ہاں میں ربوہ گیا تھا۔ اس پر انہیں قید کر دیا گیا۔ مگر ان کی قوم کی اس سے تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ ایک بہت بڑے ہجوم نے قید خانہ پر حملہ کر دیا۔ اور اس کے دروازے اور کھڑکیاں توڑ دیں۔ اور پھر انہیں نکال کر باہر لے گئے۔ اور کھلے میدان میں انہیں کھڑا کر کے شہید کر دیا۔"

کابل میں مذہب کے نام پر اختلاف رائے رکھنے والوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا پہلا واقعہ نہیں۔ کنگ امان اللہ کے زمانے میں بھی وہاں چند احمدی حضرات کو سنگسار کیا گیا۔ جس کے خلاف اس زمانہ "ریاست" میں صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ حالانکہ کنگ امان اللہ کی گورنمنٹ کی اینٹی برٹش پالیسی کے باعث ایڈیٹر "ریاست" کے دل میں افغان گورنمنٹ کے لئے عزت و احترام کے جذبات تھے۔ چنانچہ ہمیں اچھی طرح سے یاد ہے۔ کہ جب کنگ امان اللہ کو مذہبی ملاؤں کی فتنہ انگیزیوں کے باعث جلاوطنی اختیار کرنی پڑی۔ اور آپ کوئٹہ اور دہلی کے راستہ بھاگ کر یورپ جا رہے تھے۔ تو بار بار یہ خیال آتا تھا۔ کہ کنگ امان اللہ کی تباہی کا باعث شاید سنگسار ہونے والے مظلومین کی آہیں ہی ہیں۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کسی مظلوم کی آہیں اور معصوم کی دعائیں خالی جائیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اب حال میں جو ظلم کابل میں اس احمدی داؤد جان پر ہوا۔ خدا اس کے اثرات سے افغانستان کی موجودہ گورنمنٹ کو محفوظ رکھے۔

افغانستان کی موجودہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس قسم کے واقعات کو بند کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں انسانوں کا صرف مذہبی اختلاف کے باعث سنگسار کیا جانا معقولیت اور انصاف پسند حلقوں میں قابل تعریف قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

(ہفت روزہ ریاست دہلی مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۵۶ء)

نوٹ میں جس خبر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ الفضل مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۵۶ء سیدنا حضرت امیر المومنین کے خطبہ سے لی گئی ہے۔ ہم نے بوجوہات اس خبر کو نمایاں نہیں کیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ سردار دیوان سنگھ الفضل کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے ساتھ جو ہمدردی اور عدل و انصاف سے پیش آنے کے متعلق لکھا ہے۔ ہم اس کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔

کیا یہ ستم ظریفی نہیں ہے۔ کہ مذہب جس کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ وہ دنیا میں شانتی اور امن لانا چاہتا ہے۔ آج اسی مذہب کے داعی مذہب ہی کے نام پر قتل و غارت تک سے گریز نہیں کرتے۔ آپ بھارت کی بعض کٹر جماعتوں ہی کو لے لیجئے۔ کیا یہ لوگ حضرت کرشن۔ حضرت رام اور حضرت گوتم کے نام پر ظلم و ستم نہیں کر رہے۔ بھارت میں عیسائیت اور اسلام کے خلاف اور پھر آریہ سماجیوں کی طرف سے سناتن دھرم والوں اور اس کے برعکس کتنا غلو کیا جاتا ہے۔ گاندھی جی جیسے دیش بھگت کو گولی سے اڑا دینا آخر مذہب ہی کے نام پر ہوا تھا۔ اس مذہب کے نام پر جس نے موجودہ زمانہ میں پراچین ہندو تہذیب کی شکل اختیار کر لی ہے۔

یہ درست ہے کہ گاندھی جی کو قتل کرنے کی بظاہر وجہ سیاسی ہی ہوگی۔ مگر دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس فرقہ وارانہ سیاست میں کیا جذبہ کام کر رہا تھا۔ یا کم از کم عوام کو کیا بتایا گیا۔ آج بھارت میں ایسے بھولے بھالے عوام موجود ہیں جو ان خاص قسم کے لیڈروں کو ہی اپنا سچا رہنما سمجھتے ہیں۔ اور گاندھی جی کے قاتل کو شہید اور خدا جانے کیا کیا خیال کرتے ہیں۔

یورپ میں بھی مذہبی لوگ ہیں۔ اور ایک وقت پر وہاں بھی نجات کے نام پر خون کی ندیاں بہائی جاتی رہی ہیں۔ اگرچہ آج ہم یورپ کو منکر خدا اور منکر معاد خیال کرتے ہیں۔ مگر آج بھی وہاں مذہب کے برگزیدہ لوگ موجود ہیں۔ لیکن اب وہ کم از کم مذہب کے نام پر کشت و خون نہیں کرتے۔

آہ۔ یہ کس کو بتایا جائے۔ کہ اگرچہ تمام عظیم مذہبی رہنماؤں نے مذہب کے لئے کشت و خون کو ناجائز بلکہ گناہ بتایا ہے۔ مگر اسلام کی طرح آج شاید کسی دین کی تعلیم اتنی واضح موجود نہیں ہے۔ جو محض خیالی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر کسی کے مذہب میں ذرا سی دخل اندازی کو بھی ناجائز بتاتی ہے۔ مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے۔ کہ آج اسلام ہی کے نام لیوا اس تعلیم کو جہاد بالسیف اور قتل مرتد جیسے خلاف انسانیت مسائل کا حامل بتاتے ہیں۔ اور مسلمان عوام کی ذہنیت اتنی ماؤف کر دی ہوئی ہے۔ کہ ایسے واقعات بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت داؤد جان کا واقعہ کابل میں ہوا ہے۔ ایک غیر مذہبی آزاد خیال آدمی بھی ایسی خبر سن کر ضرور لرز جاتا ہے۔ روس نے اپنے نظریہ کو مقبول بنانے کے لئے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا خون بہایا ہے۔ اس طرح تقسیم ملک کے وقت ہزاروں لاکھوں ہندوؤں۔ سکھوں اور مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ اسرائیل کے قیام کے لئے کتنے مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ گیا۔

یہ واقعات واقعی نہایت دردناک ہیں۔ اور ایک کمزور دل۔ ہاں کمزور دل انسان ان پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

کفر کافر را و دین دیندار را
ذرہ دردے دل عطار را

یعنی کافر کو اس کا کفر اور دیندار کو اس کا دین مبارک ہو۔ مگر عطار کے دل کو ایک ذرہ درد عطا ہو جائے۔ واقعی دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو ہر صفحہ انسانیت کے خون سے رنگین نظر آئے گا۔ دنیا کے لئے انسان نے انسان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔ مگر پھر بھی غور فرمایئے۔ یہ حقیقت کتنی دردناک ہے۔ کہ نجات اخروی کے لئے قتل و غارت کیا جائے۔ دوسروں کو اس لئے قتل کیا جائے۔ کہ وہ ہمارے عقیدے کو کیوں نہیں مانتے ذہنیت اس قدر ماؤف ہو جاتی ہے۔ کہ بعض مذہبی دیوانے یہ اعتقاد بنا لیتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے غیر عقیدہ والوں کو بالجبر اپنا ہم عقیدہ نہ بنایا۔ اور یا انہیں تہ تیغ نہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ ہاں اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگا۔ انسانی پستیٔ ذہنیت کی کوئی حد ہے؟ قرآن کریم نے کیا خوب فرمایا ہے :۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم. ثم رددنٰہ اسفل سافلین

ایک طرف انسان کی ترقیوں کی انتہا نہیں۔ تو دوسری طرف پستیوں کی بھی انتہا نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ دین کے نام پر "خون" کیا جائے۔ یہی نہیں بلکہ دین کی تعلیم کے بالکل الٹ خدائی ٹھیکیدار بن کر معصوموں کے خون بہانے کو اصول دین بنا لیا جائے۔ اور اس کو اپنی نجات کا ذریعہ خیال کیا جائے۔ اور یہی نہیں بلکہ اسکی تعلیم عام دی جائے۔ اور بھولے بھالے عوام کو ورغلایا جائے۔

کس قدر تضاد ہے ہمارے کردار میں اور ہمارے احساسات میں۔ ذرا غور فرمایئے۔ آج امریکہ سے یہ خبر آتی ہے۔ کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں ایک حبشی لڑکی کو کالج میں اس لئے داخل نہیں کیا گیا۔ کہ اس کا رنگ سیاہ ہے۔ وہ حبشی نژاد ہے۔ ہمارے مومن اخبار نویس اس پر تڑپ اٹھتے ہیں۔ اور وعظ کہنے لگتے ہیں۔ اور فداہ امی و ابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبہ کے حوالے دے دے کر اسلام کی خوبیاں گنانے لگتے ہیں۔ کہ اسلام میں گورے کالے زرد و سرخ کا کوئی امتیاز نہیں۔ لیکن یہ کتنی ستم ظریفی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے صاف صاف الفاظ کہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تمام نوع بشر کو قتل کر دینا ہم کو ذرا بھی یاد نہیں آتے۔ یاد کیا آئیں۔ ہم تو اسے کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اور فخر اسلام عمل قرار دیتے ہیں۔ اور خواہ قرآن و سنت میں اس کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ آیات اللہ کو توڑ مروڑ کر اور اخبار کی ہیچ در ہیچ تاویلات کر کے اس کو حق بجانب ہی نہیں بلکہ اسلام کا عظیم کارنامہ سمجھتے ہیں۔ اس کے متعلق رسالے لکھ کر لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں میں پھیلاتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

درس الحدیث

مشکل الآثار

—۲—

شہرا عید لا ینقصان

عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد مولوی فاضل پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ

۲۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شہران لا ینقصان شہرا عیدٍ رمضان و ذوالحجۃ (بخاری کتاب الصیام)

ترجمہ: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے دونوں مہینے رمضان اور ذوالحجہ کم نہیں ہوتے۔ اس حدیث کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ رمضان اور ذوالحجہ دونوں مہینے عموماً ایک ہی سال میں دنوں کے شمار کے لحاظ سے کم نہیں ہوتے۔ اگر ایک مہینہ ۲۹ دنوں کا ہے تو دوسرا ۳۰ دنوں کا ہوگا وبالعکس لیکن صرف دنوں کی گنتی کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہؓ کو آگاہ کرنا کوئی اتنی اہمیت نہیں رکھتا۔ خصوصاً جبکہ اس کے خلاف بھی ہو جاتا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے معنے یہ نہیں بلکہ رمضان کی فضیلت کے مدنظر اس کے یہ معنے زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کہ رمضان اور ذوالحجہ کے دونوں مہینے اجر و ثواب کے لحاظ سے کسی طرح سے بھی ایک دوسرے سے کم نہیں۔ بلکہ جس قدر فضیلت اور ثواب رمضان میں ہے اسی قدر ذوالحجہ میں ہے اگر رمضان میں بندہ اپنے خدا کی رضا کے لئے اپنے اوپر جائز و حلال اشیاء بھی حرام کر لیتا ہے۔ اور صبح و شام اس کی بارگاہ میں جھکتا ہے۔ اور اس ماہ میں دوسرے مہینوں کی نسبت ذکر الٰہی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا حصول عام زمانہ کی نسبت زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ تو ذوالحجہ میں انسان اجتماعیت کو مضبوط کرنے کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ اور مرکز اسلام میں آکر شعائر اللہ کی زیارت سے اس کے ایمان میں مزید تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اور علاوہ جسمانی اور روحانی عبادتوں کے اسے اپنا مال بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ بہرحال حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے ان دونوں مہینوں میں عبادت و ذکر الٰہی کی طرف خاص اہتمام کی تاکید فرمائی۔ اور اس تذبذب کو دور فرما دیا۔ کہ رمضان اور ذوالحجہ میں کونسا افضل ہے۔

پھر رمضان میں چونکہ مسلسل ایک ماہ عبادت ہوتی ہے۔ اور حج میں زیادہ سے زیادہ نصف ماہ تو اس سے کسی کو شبہ ہو سکتا تھا۔ کہ چونکہ رمضان میں عرصہ عبادت زیادہ ہے۔ اس لئے وہ ذوالحجہ سے افضل ہے۔ تو حضور نے فرمایا بے شک ظاہری گنتی کے لحاظ سے ان میں کمی بیشی ہے۔ لیکن اجر اور ثواب کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔ بلکہ اگر سفر حج کی ابتدا اور اختتام سے مدت شمار کی جائے۔ تو حج میں بھی قریباً ایک ماہ ہی عبادت میں گزرتا ہے۔ اس لحاظ سے ظاہراً بھی عرصہ عبادت ذوالحجہ میں رمضان سے کم نہیں ہوتا۔

لا یمنعنکم من سحورکم اذانُ بلالٍ

بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے

۱۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أن بلالاً کان یؤذن بلیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا حتیٰ یؤذن ابن ام مکتوم فانہ لا یؤذن حتیٰ یطلع الفجر قال القاسم ولم یکن بین اذانہما إلا ان یرقی ذا وینزل ذا

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کو ہی اذان دے دیتے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے تم کھاتے پیتے رہو۔ کیونکہ وہ طلوع فجر کے بعد ہی اذان دیتے ہیں قاسم راوی کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ اور حضرت ابن ام مکتومؓ کی اذان میں صرف اس قدر فرق ہوتا۔ کہ وہ اذان دے کر نیچے اترتے اور یہ اذان دینے کے لئے اوپر چڑھتے

حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ مسجد نبوی کے مستقل مؤذن تھے۔ آپ رمضان المبارک میں نماز فجر کی اذان عین اس وقت دیتے جبکہ طلوع فجر کی بالکل ابتدائی کرنیں ظاہر ہوتیں۔ جو ابھی واضح طور پر رات اور صبح میں فاصل نہ ہوتیں۔ اگر وہ اذان کو ذرا مؤخر کر دیتے۔ تو بھی اذان وقت پر ہی شمار ہوتی۔ عام حالات میں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہ تھا لیکن رمضان میں روزہ داروں کو اس سے دقت ہوتی۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صحابہؓ صبح نوافل میں مشغول رہتے اور بالکل آخری وقت میں سحری کھانے سے فارغ ہوتے۔ حضرت بلالؓ کی اذان کی وجہ سے ان میں سے اکثر سحری کھانے سے رہ جاتے۔ اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتومؓ کو جو نابینا تھے دوسری اذان کے لئے مقرر فرمایا۔ آپ بوجہ معذور ہونے کے خود تو اذان کے لئے کوئی فیصلہ نہ کر پاتے۔ صرف حضرت بلالؓ کی اذان کے چند منٹ بعد یا ان صحابہ کے کہنے پر جو سحری سے فارغ ہوتے ہی مسجد میں آجاتے اذان دے دیتے۔ اس طرح دو اذانوں سے صحابہ کو سحری کے وقت اور روزہ کے ابتدائی وقت کے قرب کا علم ہو جاتا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو اذانوں کا خاص اہتمام صرف رمضان المبارک میں کیا گیا ہو۔ تاکہ صحابہ باطمینان نوافل ادا کریں۔ اور عین آخری وقت پر سحری بھی کھا لیں۔ اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلالؓ کی اذان اس وقت ہوگی۔ جبکہ ابھی رات باقی ہوگی یہ اذان سنکر تم اپنی سحری بند نہ کر دو۔ بلکہ سحری اس وقت بند کرو۔ جبکہ ابن ام مکتوم اذان دے آجکل بھی روزہ داروں کو یہ سہولت دینے کے لئے مختلف طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً لاؤڈ سپیکر سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اذان ہونے میں اتنے منٹ باقی ہیں ہمارے پاس تو ان دنوں گھڑیاں ہیں۔ اور اخبارات میں بھی طلوع و غروب آفتاب کے معین وقت کی اطلاع دے دی جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں اس تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ جو صحابہ کرام کو کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ ان کے پاس یہ سامان نہیں تھے پہلی اور دوسری اذان میں قلت وقت بتانے کے لئے راوی نے الا ان یرقی ذا وینزل ذا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایمان کی تعریف

"ایمان اس بات کو کہتے ہیں۔ کہ اس حالت میں مان لینا کہ جبکہ ابھی علم کمال تک نہیں پہنچا۔ اور شکوک و شبہات سے ہنوز لڑائی ہے پس جو شخص ایمان لاتا ہے۔ یعنے باوجود کمزوری اور نہ مہیا ہونے کل اسباب یقین کے اس بات کو اغلب احتمال کی وجہ سے قبول کر لیتا ہے۔ وہ حضرت احدیت میں صادق اور راستباز شمار کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو موہبت کے طور پر معرفت تامہ حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمان کے بعد عرفان کا جام اس کو پلایا جاتا ہے۔ اسی لئے ایک مرد متقی رسولوں اور نبیوں اور مامورین من اللہ کی دعوت کو سنکر ہر ایک پہلو پر ابتداء امر میں ہی حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ حصہ جو کسی مامور من اللہ کے من جانب اللہ ہونے پر بعض صاف اور کھلے کھلے دلائل سے سمجھ آجاتا ہے۔ اسی کو اپنے اقرار اور ایمان کا ذریعہ ٹھہرا لیتا ہے۔"

(ایام الصلح)

لحاظ کے یعنی بالکل تھوڑا وقت ہوتا

الصوم لی وانا اجزی بہ

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیا جاتا ہوں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جنۃ فلا یرفث ولا یجھل وان امرؤ قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یترک طعامہ وشرابہ و شہوتہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالھا

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ ایک ڈھال ہے پس روزہ دار بدکلامی اور جہالت نہ کرے اگر کوئی اس سے لڑائی کرتا ہے یا گالیاں دیتا ہے تو وہ اسے دو دفعہ یہ کہے "میں روزہ دار ہوں" قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کے ہاں ذمہ دار ہے ثواب کے لحاظ سے کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) روزہ دار میری خاطر کھانے پینے اور شہوت سے اجتناب کرتا ہے اس لئے میں ہی اس کی جزا ہو جاتا ہوں۔

لا یرفث ولا یجھل۔ بدکلامی نہ کرے اور جہلا کی سی باتیں نہ کرے کیونکہ جس طرح روزہ میں ظاہری اشیاء سے پرہیز اور بچاؤ لازمی ہے اسی طرح اخلاق رذیلہ سے اجتناب بھی ضروری ہے فلیقل انی صائم۔ بخود احترام نہ رکھتے ہوئے دوسرے کو احترام کی توجہ دلائی لخلوف فم الصائم اللہ تعالیٰ کی نظر ظاہری بو ۔ صبح اور اوپر کی ٹیپ ٹاپ پر نہیں بلکہ ان نیات پر ہوتی ہے جو افعال انسانی کے صدور کے لئے بمنزلہ اصل محرک کے ہیں۔ اسلئے گو بندوں کے نزدیک روزہ کی وجہ سے روزہ دار کی یہ حالت قابل نفرت ہی ہو۔ لیکن خدا کے ہاں قیامت کے دن یہی بو بہترین کستوری کی خوشبو دے گی۔ بلکہ اسکے مقابلہ میں کستوری کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہوگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہمارے علم کلام کے اس اصل کی تائید ہوتی ہے کہ آخرت میں جو انعامات اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو ملنے والے ہیں وہ ان نیک اعمال کے تمثلات ہیں۔ جو اس دنیا میں کئے گئے ہیں۔

صوم لی وانا اجزی بہ۔ بعض احادیث میں وانا اجزی بہ کے الفاظ ہیں۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ روزہ کی اصل غرض لقاء الہٰی کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے۔ جس کے ذریعے بندہ اپنے خدا تک بہت جلد پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ خدا خود اس کے پاس آجاتا ہے۔ کیونکہ روزہ میں بندہ تمام صفات میں اپنے رب سے مشابہ ہونے یا بالفاظ دیگر اسی کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے وہ تمام ان اشیاء سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ جو عام حالات میں اس کے لئے جائز بلکہ اس کی بقاء کے لئے ضروری ہیں۔ گویا وہ خدا کی خاطر موت قبول کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی اپنے عاجز و ناتوان بندے کی اس کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے بندے اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے اور میری لقاء کے لئے اپنے اوپر موت وارد کرنے کے لئے تیار ہے تو میں تیری اس قربانی کو قبول کرتا ہوں اور تجھے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہوں۔ گویا روزہ سے انسان صفات الہٰیہ کا مظہر بن سکتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے لوہا آگ میں پڑ کر آگ کی صفات اختیار کر لیتا ہے۔ جب تک وہ آگ میں رہے تو آگ ہی ہے اور جب اس سے جدا کیا جائے تو وہ لوہا لوہا اور آگ آگ ہے

یہ آقا ہمارا سلامت رہے

(حافظ غلام محمد عبید اللہ عابد جامعہ احمدیہ ربوہ)

خدایا! تری ہم پہ رحمت رہے
یہ آقا ہمارا سلامت رہے

محبت میں اپنی یہ خود بے مثال
عدو کو مبارک عداوت رہے

یہ خورشید ڈھلنے نہ پائے کبھی
درخشندہ نور ہدایت رہے

یہ مونس ہے بے یار و محتاج کا
غریبوں پہ اس کی عنایت رہے

یہ کرتا ہے عابدؔ خدا سے دعا
پھلا پھولا نخل ہدایت رہے

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

تاریخ فلسفہ

(از مکرم خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب)

اخبار الفضل میں حکیم یورش صاحب کراچی کے مراسلہ "مذہب سائنس اور الحاد" پر عالمانہ تنقید اور ان کے یکطرفہ مفروضات کی تغلیط میں سیر کن بحث پڑھی ہے۔

یورش صاحب نے اپنے ادعا کو ثابت کرنے کے لئے "تاریخ انقلاب عالم" کا سہارا بھی ڈھونڈا ہے۔ کہ "مذہب کا کوئی دعوےٰ منطق کی جہالت سوز میزان میں پورا نہ اتر سکا" معلوم ہوتا ہے کہ یورش صاحب تاریخ فلسفہ کے کما حقہ واقف نہیں ہیں۔ ورنہ ایسے حقیقت سوز ادعاء سے باز رہتے جس سے کہ خود ان کی تضحیک اور تغلیط ہوتی ہے۔

فلسفہ کی تاریخ پر تین مشہور دور گذرے ہیں۔ پانچویں صدی قبل مسیح سے بعثت مسیح تک یونانی دور۔ پھر یکم صدی عیسوی سے پندرھویں صدی تک درمیانی دور اور موجودہ فلسفہ جو کہ دور جدید کہلاتا ہے جس کا آغاز سولہویں صدی عیسوی سے ہوا۔ چنانچہ تاریخ فلسفہ کے ان ادوار کا اگر محققانہ جائزہ لیا جائے۔ تو انسانی عقل و شعور کے ارتقاء کی حقیقت منطق و فلسفہ کے نتائج اور مذہبی دلائل اور ان کا اثر و نفوذ منصۂ شہود پر آجاتے ہیں۔

مذہبی فوقیت اور اس کا انسانی فطرت کے مطابق ہونا ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے۔ جس کا کوئی ذی عقل و ہوش انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سوائے بانیان مذاہب کے کوئی فلسفہ دان یا مادی علوم کا مدعی ایسی قوم یا جماعت پیدا نہ کر سکا۔ جو اس کی تعلیم یا فلسفے کی حامل کہلاتی ہو۔ اور عملی طور پر ان کے فلسفی اور منطقی نتائج پر گامزن رہی ہو۔ برعکس اس کے یہ فوقیت ہمیشہ مذہب کو ہی حاصل رہی ہے۔ اور اب بھی حاصل ہے۔ چنانچہ اقوام عالم کی تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ قومیں مذہبی پیشواؤں سے ہی منسوب ہوتی چلی آتی ہیں۔ کیونکہ انسانی فطرت نے کبھی خشک فلسفہ و منطق پر منہ نہیں مارا۔ بلکہ ہر بار خس و خاشاک سمجھ کر پرے پھینک دیا ہے۔

اب ہم اس کی اصل وجہ اور دلیل کو لیتے ہیں۔ موسوی سلسلہ کا دور ہی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مادہ پرستی زور پکڑنے لگی۔ خصوصاً خطۂ یونان اپنی فارغ البالی اور علمی ارتقاء کے سبب ... سے سبقت لے گیا۔ حتیٰ کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں یونانی فلسفہ دان انکسی منڈر Anaximander نے ارتقائی فلسفہ کی طرح ڈال دی۔ اس نے عالم شہود کو ہیولیٰ کے میکینکی اور قدرتی ارتقاء کا نتیجہ بتایا۔ اور حیوانات کو اتفاقاً زمانہ کا ایک عجوبہ گردانا جو کہ انسان تک پہنچ کر نامعلوم کیوں رک گیا۔ اس فلسفہ کی اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ مذہبی عقائد اور پابندیوں سے برگشتہ ہونے لگے۔ حتیٰ کہ پانچویں صدی قبل مسیح میں پراٹے غورث Protagoras نے خدا اور آخرت پر ایمان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اغراض انسانی کو چند روزہ زندگی کے حد پر محدود کر دیا۔ اور انسانی خواہشات کو ہر نیکی کا معیار قرار دے دیا چنانچہ man is the measure of all things کے مقولہ کو فلسفہ کی ابتدائی یا بنیادی پتھر مانا جاتا ہے۔ یہ خود غرضانہ فلسفہ جس کو سوفسطائی کہتے ہیں اس قدر بڑھا کہ آر۔ اے۔ پی راجرس لکھتے ہیں "یہ امر تعجب انگیز نہیں کہلانا چاہیئے کہ اس فلسفہ کے حامیوں نے چار جیاس کے بعد خالص خود غرضی اپنا شیوہ بنا لیا حتیٰ کہ تھریسی میکس نے غالب شخصیتوں کی مطلب براری کو ہی انصاف قرار دیا" اس کے نتیجہ میں یونان اخلاقی بغاوت یعنی Ethical Anarchy کا اکھاڑہ بن گیا۔ امن و انصاف عنقا کی صورت ہو گئے۔ ہوس پرستی۔ اقتدار کی بھوک اور تشدد نے جس کو کہ فلسفہ نے جائز قرار دیا تھا۔ بدنظمی اور ظلم کو عام کر دیا۔

غرض اس عقل و خرد کے کرشمے سے تنگ آکر غریب سقراط نے اپنا فلسفہ سنانا شروع کیا کہ دنیا میں ایک قانون ہونا چاہیئے۔ اور وہ قانون اس اصول کے مطابق ہو جو کہ خدائے واحد نے دنیا میں جاری کر رکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ خواہشات کی پیروی کرنا اور نیکی جو کہ انسانی روح میں موجود ہے۔ اس سے گریز کرنا انسانیت نہیں بلکہ بیل بننے کے مترادف ہے۔ مگر افتدار کے اندھوں نے اس کو جلد ہی موت کا پیالہ پینے پر مجبور کر دیا۔

افلاطون سقراط کا شاگرد تھا۔ دولت اور جتھا کے لحاظ سے طاقتور بھی تھا۔ اس نے سقراط کا فلسفہ درس کے طور پر جاری کر دیا۔ اس کے بعد ارسطو کی باری آئی۔ اس نے فلسفہ کی تائید میں انسانی فطرت کی گہرائیوں کو سمجھنے اور منطق کے صغراء کبرا کو سائنٹیفک دریافتوں پر مشتمل کرنے کی کوشش کی۔ مگر آخری نتیجہ جس پر وہ پہنچا۔ یہ تھا۔ کہ انسان کے لئے Theoria کو جامۂ عمل پہنانے یعنی مقصد زندگی حاصل کرنے کے لئے اس دنیا کی عمر اور حالات کافی نہیں ایک تو یہ کہ انسانی روح میں نیکی اور بدی دونوں کے قویٰ موجود ہیں۔ چونکہ عقل کے ذریعہ میانہ روی پر لانا مشکل امر ہے۔ دوسرے خداتعالیٰ کا منشاء خلق سمجھنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے اخروی زندگی درکار ہے۔ تاکہ انسان خداتعالیٰ کا منشاء خلق سمجھ سکے اور دکھ سکھ سے آزاد ہو کر خدا کی مانند ہو جائے۔ لیکن ارسطو کی منطق سے بھی عقل و دانش کی تشفی نہ ہو سکی۔ کیونکہ محض منطقی نتائج کی بناء پر خداتعالیٰ اور اخروی زندگی پر ایمان لانا جبکہ خداتعالیٰ کی طرف سے اس کا منشاء اور ہدایت حاصل نہ ہوئی ہو ایک مشکل امر تھا۔ اس لئے ارسطو کے فلسفے کے بعد دو انتہا پسند نظریے رائج ہو گئے۔ ایک ہوا و ہوس کی فوری تکمیل کو بہبودی سمجھنے لگا۔ اور دوسرا نفس کشی پر مائل ہو گیا۔

اب ضرورت اس امر کی تھی۔ کہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہدایت نازل ہو۔ اور خداتعالیٰ اور اخروی زندگی پر ایمان لانے کے لئے بلاواسطہ براہین اور نشانات ظاہر ہوں۔ چنانچہ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے عین موقع اور محل کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں فلسفے کی کمی اور اضداد دور ہو گئے۔ اور وہ مذہب میں مدغم ہو گیا۔ اس دور کو Mediaevel Phelosophy سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے پہلے حصہ میں یعنی پہلی صدی عیسوی سے چھٹی صدی عیسوی تک جدید افلاطونی فلسفہ رائج رہا۔ کیونکہ افلاطون نے ایک خدا اور ایک نظام پر زور دیا تھا۔ مگر چھٹی صدی عیسوی سے پندرھویں صدی تک ارسطو کے فلسفے کو مذہبی رنگ میں ڈھالا گیا۔ جس کو Scholastic Phelosophy کہتے ہیں۔ کیونکہ تب مسیح کے پیرو توحید کی بجائے تثلیث پر مائل ہو گئے تھے۔ جس کے لئے ارسطو کا فلسفہ زیادہ موزوں تھا۔ اس نے انسان کے لئے خداتعالیٰ کے صفات سے متصف ہونے کا امکان ظاہر کیا تھا۔

یہ تو ہوئے فلسفے کے دو ابتدائی دور۔ اس کے بعد سولہویں صدی عیسوی میں تیسرا دور شروع ہوتا ہے۔ جس کو دورِ جدید کہتے ہیں۔ مگر اہل فلسفہ نے اس بات سے کبھی انکار نہیں کیا۔ کہ موجودہ دور کا فلسفہ بھی قدم بقدم یونانی فلسفہ کی تقلید میں چلتا رہا ہے۔ اور آج اس کا انجام بھی وہی ہوا ہے۔ جو کہ ارسطو کے بعد ظہور پذیر ہوا تھا۔

چنانچہ راجرس لکھتا ہے۔

"سولہویں اور سترھویں صدی کو یورپ میں یہ خصوصیت حاصل ہے۔ کہ یونانی فلسفے کی طرح یہاں بھی آزادیٔ ضمیر نے دوبارہ جنم لیا۔ یعنی پھر بیچریت عود کر آئی۔ اور مذہبی افتراعات نے مذہب کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ کوپرنیکس۔ کیپلر۔ گلیلیو۔ ڈسکارٹس اور نیوٹن ایسے مشہور و معروف لوگوں نے سائنس کی تاریخ کا آغاز کیا"۔

غرض تثلیث نے عیسائیت کی رہی سہی معقولیت بھی کھو دی۔ اور پھر نئے سرے سے سائنسدانوں کو اس کارگاہِ عالم کی تعبیر میکینیکی اور خود بخود چلنے والی کرنے میں کوئی روک نہ رہی۔ جس کے نتیجہ میں ہوبس نے سوفسطائی فلسفہ کی طرح فلسفۂ جدید کی بھی بنیاد مادی اغراض پر رکھ دی۔ اور جلد ہی یورپ نے اپنا اصول جس کی لاٹھی اس کی بھینس بنا لیا۔ اور ارتقائی نظریہ کے زیر اثر تقائے الاصلح کا مطلب یہ لیا گیا۔ کہ طاقت سے ملک و دولت کو حاصل کرنا اور کمزوروں کا حق غصب کرنا عین انصاف ہے۔ چنانچہ دوسرے ممالک کو یورپ کے ہاتھوں جو کچھ بھگتنا پڑا۔ وہ اسی فلسفے کا نتیجہ تھا۔ ورنہ عیسائیت کی تعلیم تو اس کے بالکل برعکس ہے۔

گو کانٹ نے موجودہ فلسفہ کو منطقی طور پر انتہائی عروج پر پہنچاتے ہوئے اخلاقی اقدار کی ضرورت کو محسوس کروایا ہے۔ مگر اس کی دلیل سوائے Catagorical Imperative کے اور کوئی مہیا نہ کر سکا۔ یعنی اخلاقی اقدار اس لئے لابدی ہیں۔ کہ ان کی لامحالہ ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر معاشی نظام اور انسانی مقصد فوت ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کانٹ نے تین عقلی مفروضات متعین کئے ہیں۔ اول خداتعالیٰ کا وجود۔ دوئم آزادیٔ ضمیر سوئم روح کا غیر فانی ہونا۔

مگر صرف یہ کہنا کافی نہیں ہو سکتا۔ کہ اخلاقی اقدار اور بہبودی کے اصول اس لئے اپنانے چاہئیں۔ کہ ان کے بغیر گذارہ نہیں ہے۔ جبکہ ہر ملک اپنے مفاد کی خاطر جو چاہے اصول بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی عقلی لحاظ سے خدا اور آخرت کا حشر و نشر

قابل تشفی بن سکتا ہے۔ جب تک اس کا بلاواسطہ ثبوت بہم نہ پہنچ سکے۔ دوسرے اخلاقیات اور قانون کی پابندی دائمی قربانی چاہتے ہیں۔ جس کا انحصار محض منطق پر نہیں رکھا جا سکتا۔ کیونکہ اس کے لئے اخروی جزا و سزا پر ایمان کی ضرورت ہے۔ جو کہ خدا نما وجود کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ غرض کانٹ کے بعد فلسفہ میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اور دنیا سے طمانیتِ قلب اٹھتی چلی گئی۔ جس کی صحیح تصویر فرائڈ نے اپنی کتاب Future of an Illusion میں کھینچی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ موجودہ تمدن محض جبر کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اگر پولیس اور جیل نہ ہوں۔ تو بیسویں صدی کا تمدن اور معاشرے کی رنگ آمیزیاں ایک آن کی آن میں تباہ ہو جائیں۔ نفسیاتی تجزیہ نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی کو بھی ایسی زندگی پر اطمینان حاصل نہیں ہے۔ حتیٰ کہ متمدن سے متمدن شخص بھی۔ بلکہ وہ لوگ جو قوم و ملک کے لئے قوانین مرتب کرتے ہیں۔ جہاں کہیں قانون کی زد سے بچ سکیں۔ ارتکاب جرم سے گریز نہیں کرتے۔ پھر لکھتا ہے۔ کہ اخلاقی برتری اور قانون کی پابندی سے طمانیت قلب تبھی حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ خداتعالیٰ اور اخروی زندگی پر کامل ایمان ہو۔ اور یہ مذہب کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے گو مذاہب بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ پھر بھی ان کو تباہ نہ کیا جائے۔

یہ نتیجہ ہے سائنس کی بناء پر غلط نظریے قائم کرنے کا اور محض عقل و خرد کے بل بوتے دنیا کو چلانے کا۔ بلکہ اب تو عقل و خرد کی کوتاہی کا سائنسدان صاف صاف اقرار کرتے ہیں۔ کیسیرس An Essay on Man میں کہتا ہے۔ کہ موجودہ تمدن کی بنیاد عقلی لحاظ سے کھوکھلی ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ انسان اب اس حد پر پہنچ

چکا ہے۔ کہ اس کو ذو العقل کہنا بالکل بے جا ہے۔

جس عقل و خرد اور منطق و فلسفے کی کسوٹی پر حکیم یورش صاحب مذہب کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ وہ تو خود اپنی ہار مان رہے ہیں۔ اور زبانِ حال سے مسیح کی دوبارہ آمد کی ضرورت کا شدت سے احساس کر رہے ہیں۔ اور جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ عملی طور پر اس کی تائید کرتے ہیں۔ کہ ؂

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

"تاریخ انقلابات عالم کے مطالعہ" سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس ضرورت اور کمی کو پورا کرنے کے لئے مسیح اول مبعوث ہوئے تھے۔ زمانہ اب پھر اس کو زیادہ شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ اور قرآن کریم احادیث بلکہ تمام ادیان عالم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق مسیح کی دوبارہ بعثت لازم ملزوم ہو چکی تھی۔ مگر حکیم یورش صاحب کو رجعت قہقری کا شوق چرایا ہے۔ جبکہ احرار یورپ اس چودھویں صدی کے مامور کی روشنی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ جو کہ چودھویں رات کی چاندنی کی طرح دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اسلام کی شمع صداقت کو نئے سرے سے روشن کر کے دنیا کے کناروں کو منور کر رہی ہے۔

درخواست دعا

میرے بھائی محمد الدین صاحب ساکن گوٹھ نور محمد ضلع نواب شاہ کی اہلیہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ اور اب تکلیف بڑھ گئی ہے۔ اس لئے احباب کرام و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں اس کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ عبد الحمید کارکن دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ۔

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

آپ نے اس نوٹ میں سردار دیوان سنگھ صاحب نے امیر امان اللہ کے وقت جب احمدیوں کو سنگسار کیا گیا تھا۔ اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جو امیر پر گذری اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور موجودہ حکومت کابل کو عبرت دلائی ہے۔ سردار صاحب آپ کے متعلق تو کہا جاتا ہے۔ کہ آپ مذہب کو نہیں مانتے۔ یہ کیا؟ اگر آپ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ آپ کے دل کی بات ہے۔ تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ آپ صحیح معنوں میں ایک دیندار آدمی ہیں۔

یادداشتِ عمل پر وہی شخص یقین رکھتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان ہو۔ ورنہ یادداشتِ عمل کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ آہ! آج کتنے دینداری کا دعوےٰ کرنے والے ایسے ہیں۔ جو واقعی اللہ تعالیٰ پر اور معاد پر ایمان رکھتے ہیں؟ جن کے دل میں خداتعالیٰ کا خوف ہو؟

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

رمضان سے متعلقہ دو مسائل

(از مکرم سید احمد علی صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

الفضل (۱۷ اپریل) میں مکرم جناب میجر ڈاکٹر شاہ نواز خاں صاحب لائلپور کا ایک مضمون "روزہ کے احکام کا فلسفہ اور بعض عملی ہدایات" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں طبی نقطہ نگاہ سے جو مسائل درج ہیں ان میں یہ بھی لکھا گیا ہے:۔

(۵) "آنکھ میں دوائی ڈالنے یا کان میں قطرات ٹپکانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا" پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ:۔

"آنکھ کی شفاف جھلی میں اگر ۱۰ قطرے بھی دوائی بذریعہ ٹیکہ داخل کر دی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا"

میرے نزدیک چونکہ ڈاکٹر صاحب محترم کا یہ بیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے متناقض ہے۔ اس لئے میں حضور کے ارشادات احباب کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں درج ہے کہ:۔

"سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟۔

فرمایا۔ "یہ سوال ہی غلط ہے بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں"

(اخبار بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ بحوالہ فتاویٰ صفحہ ۱۳۶)

"سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے"

(بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ بحوالہ فتاویٰ صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

ان ارشادات کی روشنی میں ظاہر ہے کہ اگر آنکھ میں ٹیکہ یا دوائی بوجہ بیماری لگائے تو مریض پر روزہ نہیں۔ اور اگر بغیر بیماری کے لگائے تو یہ فعل لغو وعبث ہے جس سے مومن کو پرہیز لازم ہے وہ رات کو دوائی لگا سکتا ہے۔

اپنے مضمون کے آخر میں محترم ڈاکٹر صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"زمینداروں کو بھی رمضان میں کام نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اگر صحت اچھی ہو اور روزہ میں افراط و تفریط سے بچا جائے تو گرمی سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا"

(الفضل ۱۷ اپریل ۱۹۵۶ء)

مگر اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح ارشاد موجود ہے جو کہ زمینداروں اور مزدور طبقہ کے لوگوں کے لئے کارآمد ہے:۔

"سوال۔ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درود گی ہوتی ہے ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گذارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے"

(اخبار بدر ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۷ بحوالہ فتاویٰ صفحہ ۱۳۸)

امید ہے کہ احباب کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کو رمضان میں پیش نظر رکھیں گے۔

شکریہ احباب

میرے والد بابو عبدالغنی صاحب انبالوی کی وفات پر کثرت کے ساتھ تعزیت کے خطوط ہندوستان و پاکستان و بیرونی ممالک سے آئے ہیں۔ کئی بزرگان سلسلہ نے بھی تعزیت کا اظہار فرمایا ہے۔ ہم ایسے سب بزرگوں اور احباب کا بذریعہ اخبار الفضل شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب کو ان کی اس ہمدردی کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا کرے اور ہمارے مرحوم والد کو جنت الفردوس میں اپنے خاص فضل سے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

ڈاکٹر عبدالسمیع ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈی۔ پی۔ ایچ
رحمن شفاخانہ کراچی نمبر ۱۱ پوسٹ کراچی ۱۰

اعلان

۱۔ چوہدری محمد علی صاحب کمپونڈر بدوملہی کو تین سال کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مقامی قاضی منظور فرمایا ہے۔ لہٰذا متعلقین مطلع رہیں۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

۲۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب مقرب کے ورثاء مرحوم کی جائداد متروکہ آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اگر کسی قرض خواہ کو اس تقسیم میں اعتراض ہو تو ایک ماہ تک اطلاع دیں۔ ناظم دار القضاء ربوہ

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور ادا نہ کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمان مردوں۔ عورتوں۔ بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے اور اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے نصف صاع مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔

چونکہ آجکل صدقۃ الفطر عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس چندہ کی ادائیگی عید سے کم از کم تین چار روز پہلے ہونی چاہیئے تا بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس سے امداد کی جا سکے اور ان لوگوں کی دعائیں آپ لوگوں کی بخشش کا موجب ہوں۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو جو اس صدقہ کا مستحق ہو یا مقامی احباب میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔ اس رقم کو دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

ربوہ کے ارد گرد غلہ کی اوسط قیمت دس گیارہ روپے فی من ہے۔ اس کے مطابق ایک صاع کی قیمت گیارہ آنے بنتی ہے

پس فطرانہ کی پوری شرح گیارہ آنے فی کس مقرر کی جاتی ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

خریداران الفرقان مطلع رہیں

ماہ اپریل کا پرچہ "اُمّ الالسنہ نمبر" تمام خریداران کو پوسٹ کیا جا چکا ہے۔ کئی خریدار جن کے ذمہ بقایا ہے انہیں آواخر اپریل میں پرچہ وی۔ پی کیا جا چکا ہے۔ خطوط کے ذریعہ بھی ایسے دوستوں کو اطلاع دی گئی ہے۔ مہربانی کر کے وی پی وصول کر کے یا براہ راست رقم امانت الفرقان یا مینیجر الفرقان کے نام بھجوا کر ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

درخواستہائے دعاء

(۱) میری والدہ صاحبہ کو ضعف قلب کا عام طور پر دورہ پڑ جاتا ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ کمال الدین حبیب احمد ابن مولوی روشن الدین احمد صاحب مبلغ

(۲) میرے بھائی عبدالغفور صاحب زاہد نے فسٹ پروفیشنل (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) کلاس کا امتحان دینا ہے۔ احباب ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ گلزار احمد زرگر چنیوٹ

(۳) بندہ کا بھائی امسال جے۔ وی کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خداوند کریم اسے نمایاں کامیابی عطا فرماویں۔ عبدالحی احمدی۔ بستی مندرانی

(۴) والد ماجد حکیم مولوی کرم الٰہی صاحب جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں بخار اور دیگر عوارض میں مبتلا ہیں۔ نیز میرا لڑکا اور لڑکی بھی بعارضہ بخار بیمار رہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو شفاء عاجلہ اور صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔ ڈاکٹر دین محمد صوفی احمدیہ دواخانہ گوجرانوالہ

(۵) چوہدری محمد علی خانصاحب قائد خدام الاحمدیہ کی اکلوتی بچی ناصرہ آٹھ دس یوم سے بعارضہ بخار سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت و درویشان قادیان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔ ناظر علی خاں سیکرٹری مال گھسیٹ سنگھ والہ۔ لائلپور

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۶ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ خاکسار کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام زاہدہ تجویز ہوا ہے۔ احباب کرام نومولودہ کی درازئی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ لال دین کارکن تعلیم الاسلام کالج ربوہ

روسی استراکیت

اس مضمون کے مصنف لیونارڈ شیپرڈ لنڈن اسکول آف اکنامکس میں SOVIET POLITICS کے لیکچرار ہیں۔ انہوں نے ۱۹۳۹ء کے بعد سوویت یونین کے پھیلاؤ، توسیع اور ملک گیری کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ روس نے گذشتہ سولہ سال میں بالٹک کی تین ریاستیں اسٹونیا۔ لتھونیا اور لیٹویا کو ہضم کیا۔ فن لینڈ کے ایک حصہ پر چھاپہ مارا۔ چیکوسلواکیہ۔ روتھینیا کو چھینا اور دنیا کے دوسرے سرے پر بیرونی منگولیا کا ایک حصہ لیا۔

۱۹۳۹ء کے بعد سے سوویت یونین نے اپنی سلطنت میں دو لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل بیرونی علاقہ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ علاقہ فرانس اور بلجیم کے مشترکہ رقبے سے بھی بڑا ہے ان علاقوں کے کوئی دو کروڑ تیس لاکھ باشندے کمیونزم کے زیر اقتدار بالجبر لائے گئے۔

آئیے اب اس مسئلہ کا تفصیل سے جائزہ لیں

نومبر ۱۹۴۱ء میں سٹالین نے منشور اوقیانوس کے ان اصولوں پر پھر سے اپنے اعتقاد کا اظہار کیا۔ جس کی رو سے اس پر دستخط کرنے والوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ ہوس ملک گیری کا شکار نہیں ہوں گے۔ اس سلسلہ میں سٹالین کے الفاظ زیادہ واضح ٹھوس اور غیر مبہم تھے۔ سٹالین نے کہا تھا

"ہمارے قطعاً ایسے کوئی جنگی مقاصد نہیں ہیں نہ ہو سکتے ہیں کہ ہم بیرونی عوام کو اپنے تحت لے آئیں"

لیکن ان خوشنما الفاظ اور اعلان کے باوجود روس نے جنگ کے بعد ۱۹۴۵ء میں پوٹسڈم کانفرنس میں مشرقی پرشیا کا ساڑھے چار ہزار میل کا علاقہ سلب کیا جو ۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو سوویت یونین سے ملحق کیا گیا۔

۱۹۴۵ء ہی میں یالٹا میں ایک خفیہ معاہدے کی رو سے روس نے بحر الکاہل میں جنوبی جزائر سخالین اور کورائل کو جاپان کے خلاف جنگ میں شرکت کی قیمت کے طور پر حاصل کر لیا

بار بار کے تجربہ سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ اپنے مقدس مواعید کے باوجود جب کبھی روس کو تازہ علاقوں پر ہاتھ مارنے کا موقع ملے گا۔ تو وہ اس کی پرواہ کئے بغیر دوسروں کے حقوق پر چھاپہ مار دے گا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔

مشرقی پولستان کی مثال

مثال کے طور پر مشرقی پولستان کا وہ ۶۹ ہزار مربع میل کا علاقہ لیجئے۔ جس کی آبادی کسی زمانے میں ایک کروڑ دس لاکھ تھی اور جسے روس نے اپنی سرحدوں میں شامل کر کے اس کا نام مغربی یوکرین رکھ دیا ہے۔ ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء کو ہٹلر اور سٹالین کے مابین ایک خفیہ سمجھوتہ ہوا۔ جس کی رو سے دونوں آمروں نے پولینڈ کے حصے بخرے کرنے کی سازش کی۔ اس سمجھوتے کے نو دن بعد ہی سٹالین کے نازی ساتھی نے پولستان پر حملہ کر کے اور پولستانی فوج کو تباہ کر کے اس سمجھوتے کو عملی جامہ پہنایا۔ اس طرح جب راستہ صاف ہو گیا تو سرخ افواج نے پیش قدمی کی اور اپنے نصف حصے پر قبضہ کیا۔ اور جب پولستانی عوام نے مقاومت کی تو پولیس کے ذریعے دہشت پھیلا کر وسیع پیمانے پر جلاوطنی کے ذریعہ اور مخالفین کو تختہ دار پر لٹکا کر بالفاظ دیگر نازی تکنیک اختیار کر کے انہیں خاموش کیا گیا۔

شاید یہ خفیہ سمجھوتہ پردۂ راز ہی میں رہتا اور دنیا کو اس کا پتہ نہ چلتا۔ لیکن جرمنی پر قبضہ کے بعد یہ دستاویز امریکیوں کے ہاتھ آئی۔ جنہوں نے اسے ۱۹۴۸ء میں شائع کر دیا۔ نصف پولستان پر قبضہ کرنے کے باوصف سٹالین کی سلطنت کو اور توسیع دی گئی۔ اور جرمنوں سے معاہدہ کر کے رومانیہ بسارابیا اور شمالی بکوونیا کو بھی روسی قلمرو میں شامل کر لیا گیا۔

بالٹک کی تین آزاد ریاستوں جمہوریہ ہائے لٹویا۔ لتھونیا اور اسٹونیا کو ذرا مختلف تکنیک کے ذریعہ تر نوالہ بنا کر ہضم کیا گیا۔ ان ریاستوں میں سفارتی دباؤ کے ساتھ ساتھ دھمکیاں بھی دی گئیں اور اس طرح جارحانہ اور غاصبانہ قبضہ کو آئینی شکل دینے کی کوشش کی گئی۔

وعدہ شکنی۔ دو عملی اور کھلی دھمکیوں کا جو طریق کار بالٹک کی ان تین ریاستوں میں اختیار کیا گیا وہ اس درجہ مشابہ تھا کہ ان کی وضاحت کے لئے صرف ایک ریاست اسٹونیا کی مثال کافی ہو گی۔ اس ملک نے دوسری بالٹک ریاستوں کی طرح ۱۹۱۸ء میں روسی ملوکیت کے خاتمے پر آزادی حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء کے معاہدے کی رو سے روس نے اسٹونیا پر غیر مبہم الفاظ میں اور ہمیشہ کے لئے اپنی بالادستی ختم کر دی۔

۱۹۳۲ء میں معاہدۂ عدم جارحیت کے ذریعہ جس کا ۱۹۴۵ تک عمل در آمد ہونا تھا اس معاہدے کی رو سے روس نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ نہ اسٹونیا پر حملہ کرے گا نہ کوئی ایسا قدم اٹھائے گا جس سے اسٹونیا کی آزادی پر حرف آتا ہو۔ ۱۹۳۳ء میں ایک کنونشن میں "جارحیت" کی اصطلاح کی تعریف کرتے ہوئے سوویت یونین نے اس پر آمادگی ظاہر کی کہ جارحیت کو منصفانہ قرار دینے کے لئے کسی سیاسی، فوجی، معاشی یا اس قسم کا کوئی بہانہ قابل قبول نہ ہوگا"۔

اگر الفاظ اور عہد کسی ملک کی آزادی کی حفاظت کر سکتے۔ تو اسٹونیا کی آزادی کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوتا۔ لیکن واقعات اس کے برعکس ثابت ہوئے ۲۴ ستمبر ۱۹۳۹ء کو اسٹونیا پر فوجی دباؤ ڈالا گیا تاکہ وہ روس کے ساتھ فوجی اتحاد کے معاہدے پر دستخط کرے۔ اس کے باوجود اس معاہدہ میں بھی اس کی وضاحت تھی۔ کہ موجودہ سمجھوتے کا نفاذ کسی طرح فریقین کی خود مختاری پر اثر انداز نہ ہوگا۔ نہ ہی ان کے معاشی نظام یا حکومتی ڈھانچے کو متاثر کرے گا۔ اس سمجھوتے پر دستخط سے بہت قبل روسیوں نے ہٹلر سے ایک خفیہ سمجھوتے کے تحت اسٹونیا میں کھل کھیلنے کی آزادی حاصل کر لی تھی۔

اس کے فوراً بعد ہی سوویت جنگی جہازوں نے اسٹونیا کے ساحل کی ناکہ بندی کر لی۔ اور روسی افواج نے اسٹونیا پر چڑھائی کر دی اس طرح طاقت کی دھمکیوں کے تحت ایک پرو سوویت، کمیونزم زدہ حکومت قائم کر دی گئی۔ جس نے فوراً ہی اسٹونیا کے روس کے ساتھ الحاق کے حق میں "ووٹ دیا"۔ اور وقت کم سے کم ہی کہا گیا کہ لتھونیا اور لٹویا کا بھی یہی حشر ہوا۔

منظم جلاوطنی

اس کے باوجود یہ تین چھوٹی ریاستیں آسانی سے سپر انداز نہیں ہوئیں نہ ۱۹۴۰ء نہ ۱۹۴۵ء میں جب کہ جرمنی کی شکست کے بعد ان پر قبضہ کیا گیا۔ ان کی جملہ آبادی ساٹھ لاکھ سے کم تھی۔ روسی غلامی کے خلاف ان کی سخت گیر مقاومت کو توڑنے کے لئے سوویت پولیس نے ان کی منظم جلاوطنی شروع کر دی۔ جس کا سلسلہ آج تک بھی جاری ہو گا۔

بادثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ جنگ کے بعد ان ریاستوں کے پندرہ لاکھ اشخاص آرکٹک کے برفانی دور دراز علاقے میں بھیج دئے گئے۔ ان کی جگہ روسی آباد کاروں نے لے لی۔ اور یہاں کے ہزار ہا کسانوں کو اجتماعی کاشت کے کیمپوں میں منتقل کر دیا گیا۔ حالانکہ بالٹک آئین میں روسیوں نے یہ ضمانت دی تھی کہ اجتماعیت کو نافذ نہیں کیا جائیگا

۱۹۳۹ء کے بعد روسی توسیع کے ریکارڈ کو مکمل کرنے کے لئے تین اور علاقوں کا ذکر ضروری ہے۔ ۱۹۳۹-۴۰ء کی روس اور فن لینڈ کی سرمائی جنگ کے نتیجے میں روس نے فن لینڈ کا ایک بہت بڑا حصہ منقطع کر لیا۔ جس میں سے اب ایک چھوٹا علاقہ پورکالا فن لینڈ کو واپس کیا گیا ہے۔ چیکوسلواکیہ سے روس نے روتھینیا کا علاقہ حاصل کیا اور دنیا کے دوسرے سرے پر بیرونی منگولیا پر بھی قبضہ کیا گیا۔

یہ ہیں وہ چند حقائق جن کا جاننا ضروری ہے —— اب اس وقت دنیا میں صرف ایک سامراجی طاقت —— اشتراکی روس —— باقی رہ گئی ہے۔ جہاں پہلے عہد زار کی سامراجیت کی مذمت کی جاتی تھی۔ اب اس کی تعریف کی جاتی ہے اور اسے ترقی پسندی کا نام دیا گیا ہے۔

سوویت روس کے ازبک اور ترکمانیوں کو اپنے ان قومی فاتحین کی تعریف بھی کرنے کی اجازت نہیں۔ جنہوں نے انیسویں صدی میں روسی پیش قدمی کے خلاف جنگ کی۔

اسلئے کوئی حیرت نہیں کہ روس کے زیر اقتدار ایشیا کے باشندوں کے تعلق سے روسی کمیونسٹوں نے اپنی پالیسی میں یکدم تبدیلی کر لی ہے۔ روسی کمیونسٹ پارٹی کے چیف سکرٹری مسٹر خروشچیف جب ایشیائی ممالک میں تقریر کرتے ہیں۔ تو وہ برطانیہ اور امریکہ کی سامراجیت کی مذمت کرتے ہیں (بی بی سی)

میرا دورہ چین پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کسی تبدیلی کا مظہر نہیں

"مجھے مغربی پاکستان میں کسی سیاسی بحران کا علم نہیں" وزیر اعظم کا اعلان

کراچی ۴ مئی - وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے کل یہاں پہنچ کر بتایا کہ ان کا دورہ چین پاکستان کی اس پالیسی کے عین مطابق ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں سے خیر سگالی دوستی اور مفاہمت بڑھائی جائے - اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں تبدیلی ہو رہی ہے اور اپنے دوستوں بالخصوص امریکہ کے بارے میں اس کا رویہ بدل گیا ہے -

وزیر اعظم مشرقی پاکستان میں چار دن کے قیام کے بعد کل سہ پہر یہاں واپس پہنچ گئے ہیں - وزیر مالیات سید امجد علی بھی ان کے ہمراہ تھے - مرکزی کابینہ کے ارکان اور اعلیٰ سرکاری افسران استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔

ڈرگ روڈ کے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے پر زور الفاظ میں اعلان کیا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - انہوں نے مزید کہا کہ ان کا دورہ چین پاکستان کے دوستوں اور حلیفوں بالخصوص امریکہ کے بارے میں حکومت پاکستان کے رویہ میں کسی تبدیلی کا مظہر نہیں -

ایک نمائندے نے وزیر اعظم کی توجہ ان کے دورہ چین کے بارے میں امریکی اخباروں کے تبصروں کی طرف مبذول کرائی کہ پاکستان غیر جانبداری کی طرف بڑھ رہا ہے - اس پر مسٹر محمد علی نے کہا۔

"ہم بار بار واضح کر چکے ہیں کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ تمام ملکوں سے دوستانہ تعلقات بڑھائے جائیں - میرا دورہ چین اس پالیسی کے مطابق ہے یہ ہمارے رویے میں کسی تبدیلی کا مظہر نہیں"

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ایک مضبوط جماعت کی معیت میں میرا دورہ چین معلوماتی نوعیت کا ہوگا - چین صنعتی اور ثقافتی اعتبار سے بڑی ترقی کر رہا ہے - اس دورے میں ہم اس ترقی کا مطالعہ کریں گے

ملکی امور کے بارے میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ مشرقی پاکستان میں مخلوط حکومت کے قیام کے امکان کے متعلق بات چیت جاری ہے - اس امر کا فیصلہ سیاسی جماعتیں خود کریں گی۔

آپ نے بتایا کہ عوام کی رائے اور صوبائی حکومتوں کا ردعمل معلوم کرنے کے لئے منصوبہ بندی بورڈ کی رپورٹ اس ماہ کے وسط تک شائع کر دی جائے گی بعد میں اسے کسی فیصلے کیلئے قومی اقتصادی کونسل کے سامنے پیش کیا جائے گا - ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ انہیں پنڈت نہرو کا وہ خط موصول نہیں ہوا جس میں سرحدی حادثات کے نقصان کے معاوضے کا اصول تسلیم کرنے کو کہا گیا ہے - اس سلسلے میں مزید سوالات کے جواب میں انہوں نے کہا "مجھے خط تو دیکھ لینے دیجئے"

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ انہوں نے مشرقی پاکستان میں اقلیتوں کو یقین دلایا ہے کہ آئین میں انہیں برابر شہریوں کی طرح جو حقوق دیئے گئے ہیں حکومت ان کے تحفظ کا تہیہ کر چکی ہے - غذائی صورت حال کے متعلق ایک استفسار پر انہوں نے کہا کہ وہ کل ڈھاکہ میں اس کے متعلق ایک طویل بیان دے چکے ہیں

ولادت

خاکسار کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ ۲۸ ۴/۵۶ کو پہلا لڑکا پیدا ہوا ہے - احباب جماعت خصوصاً بزرگان سلسلہ، درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ بچے کی درازی عمر - صحت اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں -
نذیر احمد باغبانپورہ لاہور

اعلان نکاح

خاکسار نے مؤرخہ ۱/۵ کو اپنے لڑکے سید ادریس احمد شاہ بخاری کا نکاح مسماۃ سیدہ عصمت نسرین بنت کیپٹن سید رفیق احمد شاہ صاحب آف سیالکوٹ کے ساتھ بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر اور اپنی لڑکی سیدہ منیرہ بیگم کا نکاح سید جاوید احمد شاہ صاحب بخاری ولد کیپٹن سید رفیق احمد شاہ صاحب کے ساتھ بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر پڑھا - احباب اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یہ رشتے جانبین کے لئے موجب رحمت و برکت ہوں - آمین
العبد سید عنایت حسین شاہ ایس وی معلم چک ۲۸۳ ج ب ضلع لائلپور

ایجنٹ حضرات توجہ فرمائیں

ماہ اپریل کے بل ایجنٹ حضرات کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں - ان بلوں کی رقم ۱۰ مئی سے قبل دفتر روزنامہ الفضل ربوہ میں پہنچ جانی چاہیئے (مینیجر)

پندرہ میں سے گیارہ ارکان اسمبلی ری پبلکن پارٹی میں شامل ہو گئے

پولیس افسروں کا تبادلہ نظم و نسق کی مزید اصلاح کی غرض سے کیا گیا ہے (ڈاکٹر خانصاحب)

لاہور ۳ مئی وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خانصاحب نے بتایا ہے کہ کوئٹہ و قلات کے کل پندرہ ارکان اسمبلی میں سے گیارہ ارکان ری پبلکن پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں - ایک رکن اسمبلی اپنے آپ کو کسی جماعت سے منسلک کرنا نہیں چاہتے تاہم وہ بھی اسمبلی میں وزارت کے حق میں ووٹ دیں گے - اس طرح بارہ ارکان کی حمایت یقینی ہے۔

ڈاکٹر خانصاحب کوئٹہ میں مختصر قیام کے بعد بذریعہ ہوائی جہاز کل شام لاہور پہنچے آپ نے اپنے مکان پر اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات کے دوران مزید کہا کہ کوئٹہ و قلات کے دو ارکان اسمبلی ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں - اس لئے ان کے رویہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا - البتہ ایک رکن مسلم لیگی ہیں - ہمیں صرف ان کے ووٹ کی امید نہیں۔

ڈاکٹر خانصاحب نے بتایا کہ انہوں نے اسمبلی کے عارضی صدر کی نامزدگی کے لئے گورنر کے روبرو نام پیش کر دیئے ہیں - امید ہے کل تک فیصلہ کر کے گزٹ میں اعلان کر دیا جائے گا۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع کے مطابق ڈاکٹر خانصاحب نے کہا مجھے یقین ہے کہ اسمبلی میں ارکان اسمبلی کی بھاری اکثریت میری حمایت کرے گی - اور اپوزیشن کا صرف ڈھانچہ ہی باقی رہ جائے گا" وزیر اعلیٰ نے کہا "میں جہاں کہیں گیا - لوگوں نے میرے پاس آکر مجھے از خود حمایت کا یقین دلایا - عوام کا خیال ہے کہ ری پبلکن پارٹی باقی ہر سیاسی جماعت سے بہتر طور پر نظم و نسق چلا سکتی ہے۔

تبادلوں کا مقصد

جب وزیر اعلیٰ سے پولیس کے حالیہ تبادلوں کے متعلق دریافت کیا گیا - تو وزیر اعلیٰ نے کہا " ان تبادلوں کا مقصد صوبائی نظم و نسق کی مزید اصلاح ہے - اور کسی سیاسی مقصد کے پیش نظر یہ تبادلے ہرگز نہیں کئے گئے - جب یہ پوچھا گیا کہ آیا تبادلوں کا فیصلہ کابینہ کے اجلاس میں کیا گیا تو وزیر اعلیٰ نے کہا " اس کی کیا ضرورت تھی - میں امن و قانون کے محکموں کا انچارج ہوں اور میں نے خود یہ قدم اٹھایا ہے۔

نئے انسپکٹر جنرل پولیس نے چارج لے لیا

لاہور ۳ مئی مسٹر اے بی اعوان نے کل مغربی پاکستان کے انسپکٹر جنرل پولیس کی حیثیت سے میاں انور علی سے چارج لے لیا میاں صاحب کو صوبائی ٹرانسپورٹ کنٹرولر مقرر کیا گیا ہے - مگر انہوں نے اس عہدے میں کام کرنے سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے چار ماہ [illegible]

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب ناظم جائیداد خاکسار کے ساتھ ایف - اے ایل کا امتحان دے رہے ہیں - احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خصوصیت کے ساتھ اور بعد میں بھی ہماری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔
(حمید اللہ خان ربوہ)

(۲) عزیزم خلیق اختر نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے - احباب عزیز کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں
ظہور احمد باجوہ - ربوہ

(۳) مکرمی سید اعجاز احمد صاحب مبلغ انچارج مشرقی پاکستان کا بچہ ٹائیفائڈ سے بیمار ہے - اور ہسپتال میں ہے - اس کے والدین بہت پریشان ہیں - احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے اس بچہ اور دیگر ان کے بچوں کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(کلیم الرحمن ہیڈ کلرک رشد و اصلاح)

(۴) خاکسار ۱۹۳۱ء کے شروع سے لاعصابی تکلیف میں مبتلا ہے اور آسانی چلنے پھرنے سے بھی معذور ہے - میری لمبی بیماری کی وجہ سے میری اہلیہ کی صحت بھی خراب ہو گئی ہے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام - درویشان قادیان اور مخلصین جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحم سے صحت و تندرستی کی زندگی عطا کرے اور خدمت دین کی توفیق بخشے آمین (خاکسار نصیر احمد بھٹی راولپنڈی)